وَاعِظُ الجُمُعَہ

حجِ بیت اللہ

پیشکش

ادارہ اہلسنت کراچی

مدیر

مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

معاونین

مفتی عبد الرزاق ہنگورہ قادری

مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی

www.facebook.com/darahlesunnat

دار أهل السنة
لتحقيق الكتب و الطّباعة و النّشر

دار أهل السنة

IDARA E AHLE SUNNAT اداره اهلسنت
www.facebook.com/darahlesunnat

سلسلہ: واعظ الجمعہ

عنوان: حج بیت اللہ

مدیر: ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

مُعاونین: مفتی عبد الرزاق قادری، مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی

عددِ صفحات: ۱۳۰

سائز: 13×21

ناشر: ادارۂ اہلِ سنّت کراچی

: idarakhutbatejuma@gmail.com

: 00971559421541

: 00923458090612

دار اہل السنۃ لتحقیق الکتب والطباعۃ والنشر

www.facebook.com/darahlesunnat

آن لائن

۱۴۴۰ھ/۲۰۱۹ء

حجِ بیت اللہ

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ بالله مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبِهِ أجمعين.

ذوالحجہ کے پہلے عشرہ کی فضیلت

برادرانِ اسلام! ماہِ ذوالحجہ کی آمد آمد ہے، یہ بہت ہی مبارک اور مقدّس مہینہ ہے، اللہ تعالی نے اس مبارک ماہ میں بہت سی بھلائیاں جمع فرمادی ہیں، اس مہینہ میں کچھ ایسے مبارک ایام بھی ہیں، جنہیں اللہ تعالی نے دیگر ایام پر فضیلت دی ہے، وہ ایام ذوالحجہ کے ابتدائی دس ۱۰ دن ہیں، ان دنوں کو اللہ تعالی نے بڑی برکتوں سے نوازا ہے، جن میں ہم اعمالِ صالحہ اور تقویٰ وپرہیز گاری اختیار کرکے قربِ الٰہی حاصل کرسکتے ہیں۔

اس ماہِ مبارک کے پہلے عشرہ کے فضائل بیان کرتے ہوئے مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «مَا مِنْ عَمَلٍ أَزْكى عِنْدَ الله عزّ وجلّ وَلَا أَعْظَمَ أَجْراً مِنْ خَيْرٍ يَعْمَلُه فِي عَشْرِ الْأَضْحى»[1] "ذوالحجہ کے ابتدائی عشرے میں

(۱) "سنن الدارمي" كتاب الصَوم، باب في فضل العمل في العَشر، ر: ١٧٧٤، ٢/ ٤١.

جو نیک عمل کیا جائے، اللہ تعالی کے ہاں اس سے بڑھ کر پاکیزہ اور اجر و ثواب والا کوئی عمل نہیں"، لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ ان مبارک اوقات کو غنیمت جانے، اور ان میں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال انجام دے، اللہ تعالی کی فرمانبرداری، اس کے ذکر، روزوں اور صدَقات وخیرات کی کثرت کرے۔

فریضۂ حج کی ادائیگی

عزیزانِ محترم! اللہ تعالی کا زمین پر سب سے پہلا گھر کعبۂ معظمہ ہے، جس کی حاضری کا شرف حاصل کرنے والے ان دنوں -پہلے عشرہ ذی الحجہ میں- فریضۂ حج کی ادائیگی کے لیے حاضر ہوتے ہیں، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اِنَّ اَوَّلَ بَيۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىۡ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ۝٩٦ فِيۡهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰهِيۡمَ ۚ وَمَنۡ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الۡبَيۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَيۡهِ سَبِيۡلًا ؕ وَمَنۡ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنِ الۡعٰلَمِيۡنَ﴾(١) "یقیناً سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرّر ہوا، وہ ہے جو مکّہ میں ہے برکت والا، اور سارے جہان کا رَہنما، اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ، اور جو شخص اس میں آئے امان میں ہو، اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا فرض ہے جو اس تک چل سکے، اور جو انکار کرے تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے"۔

فرضیتِ حج

حضراتِ گرامی قدر! خالقِ کائنات جَلَّ جَلالُہ کے عطا کردہ مبارک اَیام میں سے آٹھ سے بارہ ذی الحج تک کے ایام بھی ہیں، انہیں "ایامِ حج" کہا جاتا ہے۔ انہی دنوں میں اسلام کا ایک اہم ترین رُکن "حجِ بیت اللہ" ادا کیا جاتا ہے، جو اس مبارک سفر کا اصل

---

(١) پ٤، آل عمران: ٩٦، ٩٧.

مقصد ہے۔ ان ایام میں ربِ کائنات جَلَّ جَلَالُہٗ نے ہمارے لیے بھلائی کے مواقع مہیا فرمائے ہیں، کہ ہم ان مبارک لمحات میں زیادہ سے زیادہ آخرت کا سامان کر سکتے ہیں، لہذا ہم میں سے ہر ایک کو فریضۂ حج کی ادائیگی کے لیے ہر وقت تیار و مستعد رہنا چاہیے۔

تعمیرِ کعبہ معظمہ کے بعد حضرت سیّدنا ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے باری تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ﴿۲۷﴾ لِّیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَ یَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِیْۤ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْبَآىٕسَ الْفَقِیْرَ ﴿۲۸﴾ ثُمَّ لْیَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَ لْیُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَ لْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ﴾[۱] "-اے ابراہیم- لوگوں میں حج کی عام ندا کر دو! وہ تمہارے پاس پیادہ بھی حاضر ہوں گے، اور ہر دُبلی اُونٹنی پر بھی، دُور دراز کی تمام راہوں سے آئیں گے؛ تاکہ وہ اپنا فائدہ پائیں اور مقرّرہ دنوں میں اللہ کا نام لیں، اس پر کہ اللہ تعالی نے اُنہیں روزی دی بے زبان چوپایوں کی صورت میں، تو اِن میں سے تم خود بھی کھاؤ، اور مصیبت زدہ محتاجوں کو بھی کھلاؤ! پھر -حاجی- اپنا میل کچیل دُور کریں، اور اپنی منّتیں پوری کریں، اور اس آزاد گھر -خانۂ کعبہ- کا طواف کریں"۔

مفسرینِ کرام فرماتے ہیں: "چنانچہ حضرت سیّدنا ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے جبلِ ابو قُبیس پر کھڑے ہو کر، چاروں طرف آواز دی کہ "اے اللہ کے بندو اللہ کے گھر کی طرف آؤ!" قیامت تک پیدا ہونے والوں نے یہ آواز سُنی، جس نے جتنی بار لبَّیک کہا وہ اُتنی بار حج ادا کرے گا، اور جو رُوح خاموش رہی وہ حج نہ کر سکے گی۔ اس آیتِ مبارکہ میں نبیٔ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بھی حکم ہے کہ آپ لوگوں میں حج کی فرضیّت کا اعلان فرما دیجیے"[۲]۔

---

(۱) پ۱۷، الحجّ: ۲۷- ۲۹.

(۲) "تفسیر نور العرفان" پ۱۷، الحج، زیرِ آیت: ۲۷، صـ۵۳۴۔

حج اسلام کا ایک اہم رکن ہے

عزیزانِ مَن! حج دینِ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے، آقائے نامدار، سرورِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: «بُنِيَ الإِسْلاَمُ عَلَى خَمْسٍ: (١) شَهَادَةَ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ الله، (٢) وَإِقَامِ الصَّلاَةِ، (٣) وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، (٤) وَالحَجِّ، (٥) وَصَوْمِ رَمَضَانَ»[1] "اسلام کی بنیاد پانچ سُتونوں (Pillars) پر رکھی گئی: (۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اور جنابِ محمد ﷺ اس کے رسول ہیں، (۲) نماز قائم کرنا، (۳) زکاۃ دینا، (۴) حج کرنا (۵) اور رمضان کے روزے رکھنا"۔

حجِ مبرور (مقبول حج) اور اس کے ثمرات

میرے محترم بھائیو! حجِ مبرور سے مراد وہ حج ہے، جس میں اللہ رب العزّت کی نافرمانی نہ کی گئی ہو، اور حج کے بعد حاجی نیک اعمال زیادہ سے زیادہ بجالائے اور حتی المقدور گناہوں سے بچتا رہے۔ حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبّہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضورِ اکرم ﷺ سے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! ہم یہ سمجھتی ہیں کہ جہاد سب سے افضل عمل ہے، تو کیا ہم جہاد نہ کریں؟ مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: «لَكِنْ أَفْضَلُ الجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ»[2] "تم خواتین کے لیے- افضل ترین جہاد حجِ مبرور ہے"۔

حضراتِ گرامی قدر! جو مسلمان حج کی ادائیگی صرف اللہ جل جلالہ کی رضا وخوشنودی کے لیے کرتا ہے، اللہ تعالی اس کے سارے گناہ مُعاف فرما کر، اُسے گناہوں

(١) "صحيح البخاري" كتاب الإيمان، باب دعاؤكم إيمانكم ...إلخ، ر:٨، صـ٥.

(٢) المرجع نفسه، كتاب الحجّ، باب فضل الحج المبرور، ر: ١٥٢٠، صـ٢٤٧.

سے بالکل پاک وصاف فرما دیتا ہے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «مَنْ حَجَّ لله فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ»[1] "جس نے اللہ تعالی کی خاطر حج کیا، اور اس میں کوئی فحش وگناہ کا کام نہیں کیا، وہ گناہوں سے ایسا پاک ہوکر لوٹے گا جیسے آج ہی پیدا ہوا ہو"، محدّثینِ کرام فرماتے ہیں کہ "حجِ مبرور کا حصول اس طرح ہوتا ہے، کہ دورانِ حج حاجی کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کرے، نہ کسی کو گالی دے، نہ کسی گناہ کا اِرتکاب کرے"[2]۔

قیامت تک حج کا ثواب

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «مَنْ خَرَجَ حَاجّاً فَمَاتَ، كَتَبَ اللهُ لَهُ أَجْرَ الْحَاجِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ»[3] "جو حج کے ارادے سے نکلا اور راستے میں مرگیا، تو اللہ تعالی قیامت تک اس کے لیے حج کا ثواب لکھ دیتا ہے"۔

حج کی تعریف اور اس کے چند شرعی اَحکام

برادرانِ ملّتِ اسلامیہ! "حج اِحرام باندھ کر نویں ذی الحجہ کو عرَفات میں ٹھہرنے، اور کعبۂ معظمہ کے طواف کا نام ہے، اس کے لیے ایک خاص وقت مقرّر ہے کہ اس میں یہ افعال کیے جائیں تو حج ہے۔ حج نو ہجری میں فرض ہوا، مگر عمر بھر میں صرف ایک بار فرض ہے، جو اس کی فرضیت کا انکار کرے کافر ہے۔ دکھاوے کے لیے حج کرنا، اور مالِ حرام سے حج کو جانا حرام ہے۔ حج کو جانے کے لیے جس

(١) المرجع السابق، ر: ١٥٢١، صـ٢٤٧.

(٢) "نزہۃ القاری" "کتاب المناسک"، ۴/۲۶۵۔

(٣) "مُسند أبي يَعلى" الأعرَج عن أبي هريرة، ر: ٦٣٥٠، ٥/ ٤٤، ٤٥.

سے اجازت لینا واجب ہے، بغیر اس کی اجازت کے جانا مکروہ ہے، مثلاً ماں باپ اگر اس کی خدمت کے محتاج ہوں، اگر ماں باپ نہ ہوں تو دادا، دادی کا بھی یہی حکم ہے، یہ حجِ فرض کا حکم ہے، اور نفل ہو تو مطلقاً والدین کی اِطاعت لازم ہے"(۱)۔

حج واجب ہونے کی شرائط

حضراتِ گرامی قدر! حج واجب ہونے کی آٹھ شرائط ہیں، جنہیں صدر الشریعہ بدر الطریقہ، علامہ امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کچھ یوں بیان فرماتے ہیں کہ

(۱) "اسلام: یعنی مسلمان ہونا، اگر اسلام لانے سے پیشتر صاحبِ استطاعت تھا، پھر فقیر ہوگیا اور اسلام لایا، تو زمانۂ کفر کی استطاعت کی بناء پر، اسلام لانے کے بعد حج فرض نہ ہوگا۔ اور مسلمان کو استطاعت تھی اور حج نہ کیا تھا، اب فقیر ہوگیا تو اس پر اب بھی فرض ہے۔

(۲) دار الحرب میں ہو تو یہ بھی ضروری ہے، کہ یہ بات جانتا ہو کہ اسلام کے فرائض میں سے حج بھی ہے، لہٰذا جس وقت استطاعت تھی اس وقت یہ مسئلہ معلوم نہ تھا، اور جب معلوم ہوا اُس وقت استطاعت نہ تھی، تو حج فرض نہ ہوا۔

(۳) عاقل ہونا، مجنون -پاگل- پر حج فرض نہیں۔

(۴) بالغ ہونا؛ کیونکہ نابالغ اَحکامِ شرعیّہ کا مکلَّف نہیں ہوتا، لہذا بالغ ہونے تک اس پر حج فرض نہیں، اور بالغ ہونے سے قبل حج کرلے، تو بالغ ہونے کے بعد صاحبِ استطاعت ہونے کی صورت میں، اسے دوبارہ فرض حج کرنا ہوگا۔

(۵) آزاد ہونا: باندی، غلام پر حج فرض نہیں، یعنی حج فرض ہونے کے لیے یہ بھی ضروری ہے، کہ حج کرنے والا آزاد ہو، غلام نہ ہو۔ اگر حالتِ غلامی میں حج کیا تو

---

(۱) "بہارِ شریعت" حج کا بیان، مسائلِ فقہیّہ، حصّہ ٦، ١/١٠٣٥، ١٠٣٦، ملخصًا۔

حج نفل ہوا، لہٰذا آزادی حاصل ہونے کے بعد مستطیع -قادِر- ہونے کی صورت میں فرض حج دوبارہ کرنا ہوگا۔

(۶) تندرست ہو کہ حج کو جاسکے، اس کے اعضاء سلامت ہوں۔ انکھیارا ہو یعنی دیکھ سکتا ہو۔ اَپاہج اور فالج والے، اور جس کے پاؤں کٹے ہوں اور بوڑھے پر کہ سواری پر خود نہ بیٹھ سکے، حج فرض نہیں۔

(۷) صاحبِ استطاعت ہونا: یعنی سفر خرچ کا مالک ہو، اور سواری پر قادِر ہو، خواہ سواری اس کی مِلک ہو، یا اس کے پاس اتنا مال ہو کہ کرایہ پر لے سکے۔

(۸) وقت: یعنی حج کے مہینوں میں تمام شرائط پائے جائیں۔ اور اگر دُور کا رہنے والا ہے، تو جس وقت وہاں کے لوگ جاتے ہوں، اُس وقت شرائط پائی جائیں، اور اگر شرائط ایسے وقت میں پائے گئے کہ اب نہیں پہنچے گا، تو حج فرض نہ ہوا"[۱]۔

سفرِ حج سے متعلق چند ضروری آداب

حضراتِ ذی وقار! حج کی نیّت سے رختِ سفر باندھنے والے کو چاہیے کہ

(۱) اپنے اس مبارک سفر سے فقط رِضائے الٰہی کا قصد اور تقرُّب کی نیّت کرے؛ کیونکہ ہر عملِ صالح میں اِخلاص قبولیت کی اہم شرط ہے؛ اس لیے دنیاوی شہرت اور واہ واہ کی خواہش کو ہرگز اپنے دل کے کسی کونے میں بھی جگہ نہ دے، ورنہ ساری محنت، مشقّت رائیگاں وبے کار جائے گی!۔

(۲) تمام صغیرہ کبیرہ گناہوں سے سچی توبہ کرے، اور آئندہ کبھی نہ کرنے کا عہد کرے۔

(۳) جن لوگوں کا قرض دینا ہو، یا امانت پاس ہو، ادا کردے۔

---

(۱) ایضاً، حج واجب ہونے کے شرائط، حصّہ ۶، ۱/۱۰۳۶-۱۰۴۳، ملتقطاً۔

(۴)جن کے مال ناحق لیے ہوں، واپس کرے یا مُعاف کروالے۔

(۵)ضرورت سے زائد توشہ لے کر اپنے ہم سفر اَحباب کی مدد، اور فقراء کو بطورِ صدقہ دیتا رہے؛ کہ یہ حجِ مبرور کی علامت ہے۔

(۶)مَصارفِ سفرِ حج کے لیے اپنی حلال کمائی استعمال کرے؛ کیونکہ مالِ حرام کا لُقمہ یا لباس وغیرہ، دعاؤں اور عبادات کی قبولیت میں سب سے بڑی رکاوَٹ ہیں۔

(۷)قرآن و سنّت کی رَوشنی میں حج سے متعلق ضروری اَحکامِ شرعیہ سے آگاہی حاصل کرے، اور انہیں خوب ذہن نشین کرلے۔

(۸)حج کے لیے گھر سے نکلتے ہوئے یہ تصوُّر کرے کہ جیسے دنیا سے جارہا ہے۔

(۹)واپسی تک اپنی، اہل وعِیال اور مال کی حفاظت کے لیے دعا کرے۔

(۱۰) حالتِ اِحرام میں فُضول گفتگو سے پرہیز کرے، اور اپنی زبان کی خصوصی طَور پر حفاظت کرے، کسی کی دل آزاری ہرگز نہ کرے، کسی کی طرف سے ناحق تکلیف پہنچنے پر، لڑنے جھگڑنے کے بجائے عفوودرگزر سے کام لے۔

(۱۱)نماز ہرگز ترک نہ کرے، کہ ہمیشہ بہت بڑا گناہ ہے، اور اس حالت میں مزید سخت تر، اور خداعَزّوَجَلّ کی ناراضگی مول لینے کا باعث ہے۔ بہت سے حُجاجِ کرام چھوٹی چھوٹی تکلیف پر نماز ترک کردیتے ہیں، جو انتہائی ناپسند اور اشد حرام ہے[1]۔

عزیزانِ مَن! لَغویات میں پڑنے کے بجائے ذکرِ الٰہی کے ساتھ اپنا دل بہلائیں؛ کہ فرشتہ ساتھ رہے گا، بالخصوص دَورانِ حج موبائل فون (Mobile Phone) کا استعمال شدید ضرورت کے بغیر ہرگز نہ کریں۔ خشوع وخضوع کے ساتھ ذکر واَذکار کے بجائے، جگہ جگہ سیلفی (Selfie) بنا کر سوشل میڈیا (Social

---

(۱) ایضاً، آدابِ سفر ومقدّماتِ حج کا بیان، حصّہ ۶، ۱/۱۰۵۱-۱۰۶۷، ملتقطاً۔

(Media) پر اَپلوڈ (Upload) کرنے میں اپنا وقت ہرگز ضائع نہ کریں! کیا آپ نے لاکھوں روپے اور رو رو کر اِس پاک دَر کی حاضری کے لیے دعائیں، فقط اس فوٹو بازی (Photography) کے لیے کی تھیں؟ یقیناً نہیں! کیا معلوم زندگی میں دوبارہ یہ سعادت نصیب ہو یا نہ ہو، لہذا ان مقدّس ساعتوں کو غنیمت جانیے، اور اپنے رب تعالی کو اس طرح راضی کرنے کی کوشش کیجیے کہ کبھی ناراض نہ ہو!۔

عرَفہ و مزدلفہ میں بِشارتیں

برادرانِ اسلام! ایامِ حج کی یہ مقدّس ساعتیں اس قدر بابرکت ہیں کہ اس پروَردگار رحمٰن ورحیم کا دریائے رحمت خُوب جوش میں ہوتا ہے، اور خدائے بزرگ وبرتر کی طرف سے اس کے گنہگار بندوں کو جہنم سے آزادی کے پروانے تقسیم کیے جاتے ہیں۔ امّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتِقَ اللهُ فِيْهِ عَبْداً مِنَ النَّار، مِنْ يَوْمِ عَرَفَة، وَإِنَّهُ لَيَدْنُوْ ثُمَّ يُبَاهِيْ بِهِمُ المَلَائِكَةَ، فَيَقُوْلُ: مَا أَرَادَ هؤُلَاءِ؟»(۱) "یومِ عرفہ سے زیادہ کوئی دن ایسا نہیں، جس میں اللہ تعالی بندوں کو جہنم سے رہائی دے، اللہ تعالی اپنی رحمت کے ساتھ ان بندوں کے قریب ہوجاتا ہے، پھر فخر کے طَور پر فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟!"۔

حضرت سیّدنا عبّاس بن مِرداس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے عرفہ کی شام اپنی اُمّت کے لیے دعا کی، تو جواب دیا گیا: «إِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ مَا خَلَا الظَّالِمَ، فَإِنِّي آخُذُ لِلْمَظْلُومِ مِنْهُ» "میں نے ظالم کے سوا سب کی مغفرت

---

(۱) "صحيح مسلم" كتاب الحجّ، ر: ۳۲۸۸، صـ٥٦٨، ٥٦٩.

فرمادی؛ کیونکہ میں مظلوم کا حق لینے کے لیے ظالم کی پکڑ ضرور فرماؤں گا!" نبئ کریم ﷺ نے عرض کیا: «أَيْ رَبِّ إِنْ شِئْتَ أَعْطَيْتَ الْمَظْلُومَ مِنَ الْجَنَّةِ، وَغَفَرْتَ لِلظَّالِمِ» "یارب! اگر تُو چاہے تو مظلوم کو جنّت عطا فرمادے، اور ظالم کو بخش دے!"۔ اُس دن یہ دعا قبول نہ ہوئی، پھر مزدلفہ میں صبح کے وقت حضور ﷺ نے اِسی دعا کا اِعادہ کیا، اُس وقت یہ دعا قبول ہوئی، اس پر رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا، حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے عرض کی، کہ ہمارے ماں باپ حضور پر قربان! اس وقت تبسم فرمانے کا کیا سبب ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ عَدُوَّ اللهِ إِبْلِيسَ، لَـمَّا عَلِمَ أَنَّ اللهَ ﷻ قَدْ اسْتَجَابَ دُعَائِي، وَغَفَرَ لِأُمَّتِي، أَخَذَ التُّرَابَ فَجَعَلَ يَحْثُوهُ عَلَى رَأْسِهِ، وَيَدْعُو بِالْوَيْلِ وَالثُّبُورِ، فَأَضْحَكَنِي مَا رَأَيْتُ مِنْ جَزَعِهِ»[1] "دشمنِ خدا ابلیس کو جب یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے میری دعا قبول فرمالی ہے، اور میری اُمت کی مغفرت کردی ہے، تو اپنے سر پر خاک ڈال کر واویلا کرنے لگا، اس کی یہ گھبراہٹ دیکھ کر مجھے ہنسی آگئی"۔

مناسکِ حج ایک نظر میں

عزیزانِ گرامی قدر! حج کے کل پانچ ایام ہیں، جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

یوم الترویہ

پہلا دن آٹھ ذو الحجہ ہے جسے "یوم الترویہ" بھی کہا جاتا ہے۔ اس دن سے مناسکِ حج کی ادائیگی شروع ہوتی ہے، اس لیے جس نے اِحرام نہ باندھا ہو وہ باندھ لے۔ "نہا دھو کر مسجدِ حرام میں آئے، اور طواف کرے، اور اس کے بعد طواف کی نماز بدستور ادا کرے، پھر دو رکعت سنّتِ احرام کی نیّت سے پڑھے، اس کے بعد حج کی

(١) "سنن ابن ماجه" باب الدّعاء بعرَفة، ر: ٣٠١٣، صـ٥١٣، ٥١٤.

نیّت کرے اور لبیک کہے۔ جب آفتاب نکل آئے تو منی کی طرف چلے، اور اگر آفتاب نکلنے سے پہلے ہی چلا گیا تب بھی جائز ہے، اور زوال کے بعد بھی جا سکتا ہے، مگر ظہر کی نماز منی میں پڑھے "[1]۔

یوم عرَفہ

حج کا دوسرا دن نو ذی الحجہ ہے جسے "یومِ عرفہ" بھی کہتے ہیں۔ نو ذی الحجہ کو منی میں نمازِ فجر ادا کر کے میدانِ عرَفات پہنچنا ہے۔ بعد اَزاں خطبہ سن کر نمازِ ظہر و عصر ملا کر پڑھنا ہے، اور غروبِ آفتاب کے بعد مزدلفہ کے لیے روانہ ہونا ہے، مزدلفہ پہنچ کر نمازِ مغرب اور عشاء کو بھی ملا کر ادا کیا جائے گا۔ اگر کوئی شخص آفتاب ڈُوبنے سے پہلے، اِزدِہام کے خوف سے حدودِ عرفات سے باہر نکل گیا، تو اس پر دَم واجب ہے، اور اگر غروبِ آفتاب سے قبل پھر واپس لَوٹ آیا، یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا تو دَم مُعاف ہو گیا، اور سورج ڈُوبنے کے بعد واپس آیا، تو دَم ساقط نہ ہوا[2]۔ وُقوفِ عرفہ حج کا رُکنِ اعظم ہے کہ اس کے بغیر حج ادا نہ ہو گا۔

یوم النحر (بقر عید)

حج کے تیسرے دن یعنی دس ذی الحجہ کو "یوم النحر یا بقر عید" کہتے ہیں۔ وُقوفِ مزدلفہ سے فارغ ہو کر طُلوعِ آفتاب کے وقت منی کی طرف چلیں، اور چلنے سے قبل رَمی کے لیے سات کنکریاں یہیں سے لے کر تین مرتبہ اچھی طرح دھو لی جائیں۔ منی پہنچ کر سب سے پہلے جَمرۃ العُقبی جائیں، اور رَمی کریں -یعنی کنکریاں ماریں- رَمی سے فارغ ہونے کے بعد قربانی میں مشغول ہوں۔ واضح رہے کہ یہ قربانی

---

(۱) "بہارِ شریعت" حج کا بیان، منی کی روانگی اور عرَفہ کا وُقوف، حصّہ ۶، ۱/۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ملتقطاً۔

(۲) ایضًا، صـ ۱۱۲۰-۱۱۳۰، ملتقطاً۔

وہ نہیں جو بقر عید میں ہوا کرتی ہے؛ کہ وہ تو مسافر پر اَصلاً نہیں ہے، اور مقیم مالدار پر واجب ہے، اگرچہ حج کی ادائیگی کے لیے منی میں ہو، بلکہ یہ قربانی حج کا شُکرانہ ہے۔ حج کی قربانی قارِن اور متمتّع پر واجب ہے اگرچہ فقیر ہو، اور مُفرِد کے لیے مستحب ہے، اگرچہ غنی ہو۔ قربانی کے بعد مرد حَلْق کریں کہ افضل ہے، یا بال کتروائیں کہ رُخصت ہے۔ عورتوں کو بال منڈوانا حرام ہے، وہ فقط ایک پَورہ کے برابر بال کتروالیں۔ اس کے بعد افضل یہ ہے کہ دَس ذی الحجہ ہی کو بیت اللہ جاکر طوافِ زیارت کیا جائے، یہ طواف حج کا دوسرا رُکن ہے، اِس کے سات پھیرے کیے جائیں گے، جن میں چار پھیرے فرض ہیں کہ بغیر اِن کے طواف ہوگا، نہ حج[1]۔

مِنی میں قیام اور تینوں جَمرات کی رَمی

میرے محترم بھائیو! "دَسویں، گیارہویں اور بارہویں ذی الحجہ کی راتیں منی ہی میں بسر کرنا سنّت ہے، نہ مزدلفہ میں، نہ مکہ میں، اور نہ راہ میں، لہٰذا جو شخص دس یا گیارہ کو طواف کے لیے گیا، واپس آکر رات مِنی میں ہی گزارے۔ گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کو زوال کے بعد تینوں جَمروں کی رَمی کرے[2]۔

مکہ سے روانگی کے وقت طوافِ وَداع

–حج کے –پانچویں دن، یعنی بارہ ذی الحجہ کو زوال کے بعد تینوں جَمرات کی رَمی پر حج مکمل ہوجائے گا، البتہ مکہ سے روانگی کے وقت طوافِ وَداع واجب ہے"[3]۔

---

(۱) ایضًا، ص۱۱۳۸-۱۱۴۴، ملتقطاً۔

(۲) ایضًا، باقی دنوں کی رَمی، حصّہ ۶، ۱/۱۱۴۶، ملتقطاً۔

(۳) ایضًا۔

زوال سے قبل رَمی کرنا کیسا؟

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! عموماً دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ بلاعذرِ شرعی، اور بعض بااَمرِ مجبوری زوال سے قبل ہی رَمی کرکے واپسی کے لیے چل پڑتے ہیں، ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اِس کے متعلق امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ "بارہویں تاریخ قبلِ زوال -رَمی کرکے- چل دینے کی ضرور اَب وہاں عادت نکالی ہے، اور یہ ہمارے مذہب اور ظاہر الروایہ میں گناہ ہے... اندیشہ صحیح ہو تو یہ صورت مجبوری کی ہے، ضعیف روایت پر عمل کرکے قبل زوال رَمی کر سکتا ہے"(۱)۔

دعا

اے اللہ! ہمیں بھی بار بار حج کی بااَدب سعادت نصیب فرما، شریعتِ مطہَّرہ کے اَحکام پر عمل کی توفیق مرحمت فرما، اِن مقدّس ایامِ حج کے صدقے ہمارے صغیرہ کبیرہ گناہوں کو مُعاف فرما، ہم سب کے کاروبار، مال، جان اور عزّت وآبرُو کی حفاظت فرما، اور اپنے ظاہری و باطنی خزانوں سے ڈھیروں برکتوں کا نزول فرما، آمین یا ربّ العالمین!

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدِنا ونبيِّنا وحبيبِنا وقرّةِ أعيُنِنا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

(۱) "فتاوی رضویہ" "کتاب الحج، نویں ذی الحجہ کو آفتاب نکلنے کے بعد منی... الخ، ۸/۵۰۶، ملتقطاً۔